نام ''اسرائیل'' اور ''یعقوب'' کے معنی از بائیبل اور قرآنِ کریم

تقریر بر موقعہ سالانہ دعائیہ، احمدیہ انجمن لاہور، پاکستان، دسمبر 2023

از ڈاکٹر زاہد عزیز، U.K.

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

''اور ہم نے اسے اسحاقؑ دیا اور یعقوبؑ پوتا اور سب کو ہم نے نیک بنایا۔ اور ہم نے انہیں امام بنایا، ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیکیوں کے کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔'' (سورۃ 21، الانبیاء، آیات 72-73)

محترم حضرت امیر، صاحبِ صدر میٹنگ، مکرم حاضرین، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپکا شکریہ کہ آپنے مجھے اس تقریر کو پیش کرنے کا موقعہ دیا۔

اس جماعت کا بنیادی کام ہے صداقتِ قرآنِ مجید اور محمد رسول اللہؐ کی سچائی کو ثابت کرنا، علم کی روشنی میں اور حالاتِ حاضرہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے۔ میں اس مثال سے شروع کرونگا کہ اگر آپکا کوئی دشمن ہو، ذاتی یا قومی، اور آپکو پتہ چلے کہ وہ خود اپنے بزرگوں کو جھوٹا، دھوکہ باز اور غاصب قرار دیتا ہو، جنکے نام پر اسکی ذات پات کا نام ہے، تو ظاہر ہے کہ آپ خوش ہو کر اس بات کو اپنے فائدہ کے لئے استعمال کریں گے، کہ دشمن تو خود تسلیم کر رہا ہے کہ وہ بے ایمانوں کی اولاد ہے۔

مگر اس کے برعکس، ہمارے نبی کریم، محمد رسول اللہ ﷺ ایسے بااصول تھے کہ آپنے دشمنانِ دینِ اسلام کی کسی اس قسم کی بیوقوفانہ باتوں کو کبھی بھی اپنے فائدہ کے لئے استعمال نہ کیا۔ یہاں میرا

اشارہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مطابق حضرت یعقوبؑ کے کردار کی طرف ہے۔ حضرت یعقوبؑ وہ ہستی ہیں جنکو خدا تعالٰی نے نام ''اسرائیل'' دیا، جس سے کہ انکی نسل بنی اسرائیل کہلائی، جو یہودی بھی کہلاتے ہیں، اور دورِ جدید میں یہی نام موجودہ ریاستِ اسرائیل کے لئے منتخب ہوا۔

حضرت یعقوب کا نام اسرائیل کیسے بنا؟ بائیبل کا وہ حصہ جو توراۃ کہلاتا ہے، جس میں حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیھم السلام کی زندگی کے حالات درج ہیں، اس کے مطابق ایک رات ایک پراسرار آدمی حضرت یعقوب کے پاس آیا، جب آپ اکیلے تھے، اور تمام رات حضرت یعقوب اس سے کُشتی لڑتے رہے۔ جب صبح کا وقت ہوا اور وہ آدمی جانا چاہتا تھا، تو حضرت یعقوب نے اسے کہا کہ میں تمہیں تبھی چھوڑوں گا اگر تو مجھ پر برکت ڈال۔ تو اس آدمی نے ان سے انکا نام پوچھ کر کہا کہ ''اس کے بعد تیرا نام یعقوب نہ رہیگا، بلکہ اسرائیل ہوگا کیونکہ تو خدا سے اور آدمیوں سے لڑا ہے اور غالب ہوا'' (Genesis، باب 32، آیت 28)۔ یہاں علماءِ بائیبل حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ لفظ ''اسرائیل'' کے معنی ہیں: ''اس نے خدا سے کُشتی کی''۔

بڑے بڑے یہودی اور عیسائی علماء حیران ہیں کہ خدا اور ایک انسان میں کُشتی کیسے ہو سکتی ہے، اور مزید یہ کہ انسان غالب آ گیا؟ مگر اللہ تعالٰی نے ایک اُمّی، یعنی ہمارے رسول اللہ ﷺ کی وحی میں اس معمہ کو حل کر دیا۔ سورۃ المزّمّل میں جب آپکو حکم ہوتا ہے کہ رات کو اُٹھ کر اللہ کے حضور کھڑے ہو، جس کو تہجد کی نماز کہا جاتا ہے، تو فرمایا: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا، یعنی ''بے شک رات کا اُٹھنا (نفس کو) زیادہ روندنے والا اور (انسان کے) قول کو زیادہ درست رکھنے والا ہے'' (سورۃ 73، المزّمّل، آیت 6)۔ یہاں الفاظ اَشَدُّ وَطْاً کے معنی ہیں ''سب سے زیادہ قوت، کسی چیز کو پاؤں تلے روندنے کی''، اور جو چیز یہاں مراد ہے وہ انسان کا نفس

ہے۔تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت یعقوب کی رات کی کُشتی اپنے نفس کے مقابلہ میں تھی، جسکو ایک تمثیلی رنگ میں خدا کے ساتھ کُشتی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔آخر نفس بھی تو اللہ نے عطاء کیا ہے۔ اسکے ساتھ کُشتی کو ایک رنگ میں خدا سے کُشتی کہا جاسکتا ہے۔یہ اسی طرز کا کلام ہے جس طرح علامہ اقبال کا مشہور شعر ہے کہ ''خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے''۔ظاہری رنگ میں تو اللہ تعالیٰ کسی بندے کی مرضی کے مطابق تقدیر نہیں بناتا۔

اگر ہم لفظ ''اسرائیل'' کے معنی عربی زبان کے مطابق تلاش کریں، تو نوٹ کریں کہ ''بیان القرآن'' میں مولانا محمد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں، اس آیت کے تحت جہاں پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کا ذکر آیا ہے، کہ اس کے پہلے حصے اِسْر کے معنی عبد ہیں۔خود قرآنِ کریم میں یہ قیدی کے معنوں میں آیا ہے۔اور اسکا دوسرا حصے ئیل بائیبل میں خدا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔لہٰذہ مولانا صاحب لکھتے ہیں: ''پس اسرائیل کے لفظی معنی عبداللہ یا اللہ کا بندہ ہوئے''۔اب یہ سوال بھی قابل غور ہے کہ موجودہ ریاست اسرائیل کا یہ نام کیسے رکھا گیا؟ مستند تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام ریاست اسرائیل کے قیام سے صرف دو دن قبل، 12 مئی 1948 کو اس ملک کے بانیوں نے رکھا۔اس دن انہوں نے ایک میٹنگ میں پہلے بعض دیگر ناموں پر بحث کی، مگر وہ غیر تسلی بخش سمجھے گئے۔آخر میں نام اسرائیل پر فیصلہ ہو تو گیا، مگر اس پر بھی میٹنگ میں بعض لوگ ناخوش تھے۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو یہ نام رکھنے پر مجبور کیا کیونکہ اس کے معنی ''عبداللہ'' ہیں، اور ایک نہ ایک دن اس قوم نے عبداللہ ہی بننا ہوگا۔یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں، جسکے کاموں کی گہرائیوں تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔

اب میں نام یعقوب کی طرف آتا ہوں۔توراۃ کے مطابق، اور یہودی اور عیسائی علماء کے

مطابق، جو اس کو خدا کی کتاب مانتے ہیں، آپ سن کر حیران ہونگے کہ نام یعقوب کے معنی ہیں: دھوکہ باز، فریبی، غاصب اور دوسرے کا حق مارنے والا۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ عبرانی زبان میں ''عقب'' سے ہے، اور اسکے معنی ہیں ''وہ جو پیچھے سے کسی کی ایڑی (heel) پکڑ کر اسے گرانے کی کوشش کرے''، تاکہ اس کا حق مار کر خود حاصل کرلے۔ یہ لفظ ''عقب''، عربی اور اردو میں بھی ''پیچھے'' کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ توراۃ میں جو حضرت یعقوب کی زندگی کے حالات درج ہیں انکے مطابق آپکا ایک جوڑواں بھائی بنام عِیسَاوٗ (Esau) تھا، جو کہ ماں کے پیٹ سے آپ سے پہلے نکل آیا۔ اس لئے وہ بڑا بھائی کہلایا، اور اس قوم کے رواج کے مطابق عیساؤ کو حقِ وراثت، یعنی پہلوٹھے پن کا حق، (birthright) ملا۔ بائیبل کے قصہ میں ہے کہ آپ پر نام ''یعقوب'' صادق ثابت ہوا کیونکہ آپ نعوذ باللہ عیساؤ کی ایڑی کھینچ کر اس کا حقِ وراثت ناجائز طور پر چھیننے کی کوشش کرتے رہے، بلکہ اس کوشش میں کامیاب ہوگئے۔ میں بائیبل کا اردو ترجمہ دیکھ رہا تھا تو اس میں نام یعقوب کے تحت یہ نوٹ درج تھا کہ اس کے معنی ایڑی پکڑنے والے یا فریبی کے ہوتے ہیں (Genesis، باب 25، آیات 24 تا 26)۔

ایک واقعہ یہ بائیبل میں دیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ عیساؤ تھکا ہوا اور بھوک سے نڈھال گھر پہنچا۔ یعقوب کھانا پکا رہا تھا۔ عیساؤ نے اس سے کچھ کھانا مانگا، تو یعقوب نے اسے کہا: ''پہلے تو مجھے اپنا پہلوٹھے پن کا حق بیچ''۔ تو عیساؤ نے بھوک کی مجبوری سے بیچ دیا (Genesis، باب 25، آیات 29-34)

ایک اور قصہ درج ہے کہ جب انکا باپ، یعنی حضرت اسحاق، بوڑھے ہوئے اور نظر کمزور ہو گئی، تو انہوں نے عیساؤ کو کہا کہ میں مرنے سے پہلے تمہیں خیر اور برکت کی دعا دینا چاہتا ہوں، اس لئے جاؤ اور میرے لئے گوشت شکار کر کے لاؤ، میں کھاؤں اور تم پر برکت ڈالوں۔ اس قوم اور زمانہ کے رواج کے مطابق نبوت باپ سے بیٹے کو جاتی تھی، اگر بیٹا اس قابل ہو۔ ماں نے یہ بات سن لی۔

اسے عیساؤ ناپسند تھا اور یعقوب پسند۔ اسنے یعقوب کو کہا کہ جلدی کرو، گوشت لا کر باپ کے آگے رکھ دو، جیسا کہ عیساؤ آ گیا ہے۔ باپ تو دیکھ نہیں سکتا کہ کون آیا ہے۔ یعقوب نے کہا کہ جب باپ مجھے چھوئے گا تو اسے پتہ چل جائے گا کہ یہ عیساؤ نہیں ہے کیونکہ عیساؤ کا جسم بالوں سے بھرا ہوا ہے، اور میرا ایسا نہیں۔ توماں نے یہ حل نکالا کہ یعقوب کو عیساؤ کے کپڑے پہنا دیئے اور اسکے ہاتھوں اور گردن پر بکری کا چمڑا لپیٹ دیا۔ اس قصہ میں ہے کہ پھر یعقوب باپ کے پاس گیا اور کہا کہ میں عیساؤ ہوں، یعنی جھوٹ بولا۔ باپ نے پوچھا کہ اتنی جلدی کیسے آ گئے ہو۔ تو جواب دیا کہ ''خدا نے میری مدد کی''، یعنی نعوذ باللہ، خدا کو بھی اپنے جھوٹ میں ملوث کیا۔ پھر باپ نے عیساؤ کے کئے دعا مانگی۔ اس طرح جعلی طور پر عیساؤ بن کر باپ سے روحانی جانشینی اور نبوت حاصل کی۔ بائیبل کے اردو ترجمہ میں اس قصہ پر عنوان ہے: ''یعقوب کا اسحاق کو فریب دینا''۔

جبتک بیچارہ عیساؤ گوشت لے کر پہنچا، تو اسے معلوم ہوا کہ یعقوب پہلے ہی برکت حاصل کر چکا ہے۔ تو عیساؤ نے کہا: ''اس کا نام یعقوب، یعنی دھوکہ باز، ہے، اور وہی اس کے لئے مناسب و موزوں نام ہے۔ اس نے میرے ساتھ دو مرتبہ دھوکہ کیا ہے۔'' (Genesis، باب 27، آیات 1 تا 36)۔

اس کے برخلاف قرآنِ کریم میں تو حضرت ابراہیم کے متعلق آتا ہے: وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ (سورۃ 21، الانبیاء، آیت 72) یعنی ''ہم نے اسے اسحاق دیا اور یعقوب پوتا، اور سب کو صالحین بنایا''، اور اگلی آیت میں ہے کہ ہم نے انہیں امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت دیتے تھے، اور یہ کہ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ، ''وہ ہماری عبادت والے تھے''۔ ایک اور جگہ حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب، تینوں کا نام لے کر

لکھاہے: وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ کہ ہم نے انہیں خالصاً آخرت کے لئے بنایا اور وہ اللہ کے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگوں میں سے تھے (سورۃ 38، ص، آیات 47-46)۔ پھر سورۃ یوسف میں آتا ہے کہ حضرت یعقوب نے خود اپنے بیٹوں کو تعلیم دی کہ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ (آیت 66) یعنی جو ہم کہیں، اللہ اس پر وکیل ہے، ایسا شخص سچ بولنے سے ذرہ بھر بھی ہٹ نہیں سکتا۔ اور آپ نے اپنے بیٹے کی جدائی کے دوران کمال کے صبر اور توکل علی اللہ پر قائم رہے۔

اس نام یعقوب کے معنی جو یہودی اور عیسائی علماء کرتے ہیں، کہ کسی کی پیچھے سے ایڑی پکڑ کر، اسکا حق مار کر، خود غصب کرنے والا، اسکے برخلاف مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی بیان کرتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں اپنے باپ، دادا کا نیکی میں تعاقب کرنے والا۔ قرآنِ کریم اس معنی کی تائید کرتا ہے جب وہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے نام لے کر (اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ) انکا اکٹھا ذکر کرتا ہے (سورۃ 12، یوسف، آیت 38، اور سورۃ 38، ص، آیت 45)۔ نیز قرآنِ کریم ایک مقام پر ذکر کرتے ہوئے کہ حضرت ابراہیم کی بیوی سارہ کو بشارت دی گئی کہ انکی اولاد ہو گی، کہتا ہے:

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾، ''ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی، اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی'' (سورۃ 11، ھود، آیت 71)، یعنی یعقوب اپنے باپ اسحاق کے پیچھے چلا صراطِ مستقیم پر۔

انسانیت کی مذہبی تاریخ میں یہ بات انوکھی ہے، اور حیرت انگیز ترین ہے، کہ حضرت یعقوب، جن کے نام اسرائیل پر موجودہ ریاستِ اسرائیل کا نام یہودیوں نے رکھا، وہ اس قوم کے اپنے صحیفہ

کے مطابق تو دھوکہ باز، فریبی، جھوٹا اور غاصب تھے، مگر مسلمانوں، یعنی مخالفین اسرائیل، کی الہامی کتاب قرآنِ کریم کے مطابق وہی شخص صالح، اللہ تعالیٰ کا کامل فرمانبردار، عظیم صبر والا، اور خالصتاً آخرت کے لئے بنایا ہوا تھا۔ یہ وہ عظیم الشان احسان ہے جو قرآنِ کریم نے بنی اسرائیل اور یہودیوں پر کیا کہ انکے انبیاء کو انکی اپنی قوم کے بہتانوں سے بری اور پاک کیا۔

اگر آنحضرت ﷺ کی کوئی ذاتی اغراض ہوتیں اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتے تو آپکا راستہ بہت آسان تھا۔ آپ یہودیوں اور عیسائیوں کو کہتے کہ آپکے بزرگ جو خود آپ کے مطابق جھوٹے اور دھوکہ باز تھے، وہ نبی اور رسول کیسے ہو سکتے ہیں؟ سچا تو صرف میں ہوں جس کو میرے مخالف بھی صادق اور امین کا خطاب دے رہے ہیں۔ مگر ایسی خود غرضی کرنے کی بجائے آپ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر اس کی طرف سے یہ اعلان کیا: يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ (سورۃ 23، المؤمنون، آیات 52-51) ''اے رسولو! نیک کام کرو، میں تمہارے اعمال کو جانتا ہوں۔ تم رُسُل ایک ہی امت ہو اور میں تمہارا رب ہوں، پس میرا تقویٰ کرو''۔ یعنی تمام انبیاء ایک ہی گروہ کے ممبران ہیں، اگر یعقوب فریبی اور غاصب تھا، تو میں بھی صادق و امین نہیں ہو سکتا، اور اگر میں صادق و امین ہوں تو یعقوب بھی انہی صفات کا حامل تھا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

ویب سائٹ: www.ahmadiyya.org

مضمون کے انگریزی ترجمہ کا لنک